جواب:۔ حیض والی عورت آیت نہ پڑھے۔ بچے کو ادے رواں نہ پڑھے کیونکہ قرآن پڑھنے سے نہی آئی ہے ترجمہ پڑھنے کا کوئی حرج نہیں، کیونکہ ترجمہ قرآن نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ انا انزلناہ قرآنًا عربیًا

عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ ۲۴ مئی ۱۹۴۰ء

حائضہ عورت کا ایسی کتاب پڑھنا جس میں آیات یا احادیث ہوں

سوال:۔ مستورات حائضہ ہونے کی صورت میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی ایسی کتاب جس میں کچھ قرآن مجید کی آیات یا احادیث ہوں یا ان کے مطالب لکھے گئے ہوں پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟

رحمت اللہ شہداد پور سندھ

جواب:۔ قرآن مجید کی آیات نہ پڑھیں۔ باقی مضامین اور ترجمہ قرآن مجید کا پڑھ سکتی ہے کیونکہ ترجمہ قرآن نہیں، اور اس کو قرآن پڑھنا منع ہے نہ کوئی اور چیز۔

عبداللہ روپڑی از لاہور ۱۵ رمضان ۱۳۸۲ھ

حائضہ عورت کا وعظ سُننا

سوال:۔ کیا حیض والی عورت وعظ سُن سکتی ہے؟

حافظ محمد اسماعیل گردھ شکر

جواب:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والیوں کو بھی عیدین میں نکلنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ حیض والی وعظ وغیرہ سُن سکتی ہے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۵۵ھ

وضو کا بیان

وضو میں محل ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں

سوال:۔ تمام منہ کا دھونا فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے جب تمام منہ کا دھونا فرض ہوا تو داڑھی والے کو (خواہ خفیف ڈاڑھی رکھتا ہو یا درمیانی یا بڑی) محل ڈاڑھی کا دھونا فرض ہے یا نہیں (یعنی بالوں کی جڑ کا) حدیث میں خلال لحیہ کا حکم آیا ہے۔ اور ترمذی وغیرہ اور شروح اس کی

سے ثابت ہوتا ہے کہ خلال لحیہ مستحب ہے اور یہی قول راجح ہے تو ظاہر ہے کہ خلال سے محل لحیہ تر نہیں ہوتا بلکہ بھیگتا بھی نہیں ابوداؤد کی روایت میں ہے اخذ کفا من ماء فادخله تحت حنكه فخلل به لحيته اس حدیث سے لحیہ کے خلال کے لئے صرف ایک چلو آیا ہے اور ایک چلو سے مسح لحیہ کا ہو جائیگا۔ مگر لحیہ کا محل تر نہیں ہوگا۔ بخاری میں ابن عباس کی روایت سے آیا ہے ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هكذا اضافها الى يده الاخرى فغسل بها وجهه تو یہاں صرف ایک چلو سے منہ دھویا ہے۔ اور ایک چلو منہ اور خلال کے لئے کافی نہیں ان حدیثوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ لحیہ خواہ چھوٹی رکھتا ہو یا بڑی مسح لحیہ اور خلال لحیہ کا کافی ہے تر کرنا محل لحیہ اور بالوں کی جڑ کا تر کرنا اور چہرہ منہ تمام کا دھونا عورت اور بے ریش پر فرض ہے۔ لحیہ والے پر لحیہ کا محل تر کرنا اور بھگونا فرض نہیں، صرف مسح اور خلال کافی ہے خواہ محل لحیہ خشک رہ جائے اور لحیہ بھی بیچ میں سے خشک رہ جائے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ خفیف ڈاڑھی والے پر تمام منہ کا دھونا فرض ہے اور لحیہ کے اندر سے چہرے کا تر کرنا فرض ہے سو ان کا قول بھی مذکورہ بالا حدیثوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے بلکہ خفیف لحیہ ہو تو بھی مسح اور خلال کافی ہے بندہ کے ناقص خیال میں تو یہی آیا ہے آپ کی جو تحقیق ہو اس مسئلہ میں ظاہر فرما دیں۔

اور شرح وقایہ مع حاشیہ عمدۃ الرعایہ میں جو لکھا ہے۔

واما اللحية فعند ابي حنيفة مسح ربعها فرض لانه لما سقط غسل ما تحتها من البشرة صار كالرأس عمدۃ الرعایہ میں ہے حاصله انه قد سقط غسل ما تحت اللحية من بشرة الوجه بعد ما كان فرضا قبل نبات اللحية وهذا بالاجماع كالرأس۔ یعنی قبل نبات لحیہ کے جس جگہ کا دھونا فرض تھا اب بعد لحیہ آنے کے اس محل کا دھونا گر گیا اور معاف ہو گیا اور یہ ساتھ اجماع کے ہے آیا یہ عبارت اپنے معنی میں آپ صحیح جانتے ہیں یا نہیں اور جو لکھا ہے سقط غسل ما تحتها اس کا ساقط کرنیوالا کونسا ہے پھر لکھا ہے هٰذَا بِالْاِجْمَاعِ اس اجماع سے کیا مراد ہے کن لوگوں کا اجماع ہے اور اس عبارت کا مطلب حدیث کے موافق ہے یا مخالف اور جس حدیث کے موافق یا مخالف یہ عبارت ہو تحریر کر دیں؟

عبداللہ غفرلہٗ از کھیپانوالی ڈاکخانہ مکتسر ضلع فیروزپور

جواب:۔ ڈاڑھی کی حد | مجمع البحار میں ہے:۔ حد الوجه ما دون منابت الشعر معتادا الی الاذنين واللحيين والذقن واحترز بالمعتاد عن الصلع وادخل به الفم واللحيان والذقن واحد فهو تاكيد انتهى۔

یعنی چہرے کی حد عادتاً بالوں کی اگنے کی جگہ سے دونوں کانوں تک اور نیچے کے جباڑے اور ٹھوڑی تک اور عادتاً کی قید سے پیشانی کے اڑے ہوئے بال نکل گئے اور اس کے ساتھ منہ کو داخل کیا اور نیچے کا جباڑہ اور ٹھوڑی (سے مراد اس محل میں) ایک ہی ہے پس وہ تاکید ہے۔

منجد میں ہے:۔ الوجه ما يبدو للناظر من البدن و فيه العينان والانف والفم۔

یعنی چہرہ بدن کے اس حصہ کو کہتے ہیں، جو دیکھنے والے کیلئے ظاہر ہوتا ہے اور اس میں آنکھیں ناک منہ ہے۔

تفسیر خازن میں آیہ وضوء یاایها الذین اٰمنوا اذا قمتم کی تفسیر میں ہے واما حد الوجه فمن منابت شعر الراس الى منتهى الذقن طولا ومن الاذن عرضا لانه ماخوذ من المواجهة فيجب غسل جميع الوجه فى الوضوء ويجب ايصال الماء الى ما تحت الحاجبين واهداب العينين والعذارين والشارب والعنفقة وان كانت كثة واما اللحية فان كانت كثة لا ترى البشرة من تحتها لا يجب غسل ما تحتها ويجب غسل ما تحت اللحية الخفيفة وهل يجب امرار الماء على ظاهر ما نزل من اللحية عن الذقن فيه قولان احدهما وبه قال ابو حنيفة لا يجب لان الشعر النازل لا يكون حكمه حكم الراس فى المسح فكذلك حكم الشعر النازل عن حد الوجه لا يجب غسله والقول الثانى يجب امرار الماء على ظاهره لان الوجه ماخوذ من المواجهة فتدخل جميع اللحية فى حكم الوجه۔ انتهى۔

یعنی چہرے کی حد سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے انتہا ٹھوڑی تک طول میں اور کان سے کان تک عرض میں کیونکہ وجہ مواجہہ سے ماخوذ ہے جس کے معنے آمنے سامنے ہونے کے ہیں پس وضوء میں سارے چہرے کا دھونا واجب ہوگا نیز ابروؤں پلکوں رخساروں لبوں اور بچہ ڈاڑھی کے بالوں کے نیچے پانی پہنچانا واجب ہوگا۔ اگرچہ بال بھاری ہوں۔

ڈاڑھی گھنی ہو | ہاں ڈاڑھی اگر اتنی بھاری ہو کہ نیچے کا چمڑا دکھائی نہ دے تو چمڑے کا دھونا واجب نہیں۔ اگر ڈاڑھی ہلکی ہو تو واجب ہے اور ڈاڑھی کا جتنا حصہ ٹھوڑی سے نیچے لٹکتا ہے اس میں اختلاف ہے ایک قول ہے کہ واجب نہیں اور اسی کے امام ابو حنیفہؒ قائل ہیں۔ کیونکہ سر کے بالوں سے جو نیچے لٹکتے ہیں۔ جب ان پر مسح واجب نہیں تو چہرے سے نیچے جو بال لٹکتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے اور دوسرا قول ہے کہ واجب ہے کیونکہ وجہ مواجہۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی آمنے سامنے ہونے کے ہیں۔ پس ساری ڈاڑھی چہرے کے حکم میں ہو جائے گی۔

ڈاڑھی کا لٹکا ہوا حصہ | منتقیٰ میں ہے باب غسل المسترسل من اللحیۃ یعنی جو حصہ ڈاڑھی کا لٹکا ہوا ہے اس کے دھونے کا باب۔ پھر اس میں مسلم کی حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں۔

ثم اذا غسل وجھہ کما امرہ اللہ الاخرجت خطایا وجھہ من اطراف لحیتہ مع الماء

یعنی جب چہرہ دھوتا ہے جیسا اللہ نے اس کو حکم دیا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ ڈاڑھی کے اطراف سے پانی کے ساتھ گر جاتے ہیں۔

نیل الاوطار جلد ۱ صـ۱۴۳ میں اس حدیث پر لکھتے ہیں۔

وقد ساق المصنف رحمہ اللہ تعالی الحدیث للاستدلال بہ علی غسل المترسل من اللحیۃ لقولہ فیہ الاخرجت خطایا وجھہ من اطراف لحیتہ مع الماء

یعنی صاحب منتقیٰ نے اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کا لٹکا ہوا حصہ دھونا واجب ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کے اطراف وجہ میں شامل ہیں۔

اس کے بعد صاحب منتقیٰ نے دوسرا باب باندھا ہے باب فی ان ایصال الماء الی باطن اللحیۃ الکثۃ لا یجب یعنی بھاری ڈاڑھی کی جڑوں تک پانی پہنچانا واجب نہیں اور اس میں بخاری کے حوالہ سے ابن عباسؓ کی وہی روایت ذکر کی ہے جو سوال میں ہے نیل الاوطار میں اس پر لکھا ہے والحدیث ساقہ المصنف للاستدلال بہ علیٰ عدم وجوب ایصال الماء الی باطن اللحیۃ فقال وقد علم انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کث اللحیۃ وان الغرفۃ الواحدۃ وان عظمت لا تکفی غسل باطن اللحیۃ الکثۃ مع غسل جمیع الوجہ فعلم انہ لا یجب۔ انتھیٰ

یعنی اس حدیث سے مصنف نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ ڈاڑھی کا اندر دھونا واجب نہیں۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بھاری تھی اور ظاہر ہے کہ ایک چلّو اس کے لئے مع باقی چہرے کے کافی نہیں، پس معلوم ہوا کہ اندر پانی پہنچانا واجب نہیں۔

ہلکی ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب ہے | تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۹ آیت وضو کی تفسیر میں لکھا ہے

(المسئلة السادسة والعشرون) قال الشافعیؒ یجب ایصال الماء الی ماتحت اللحیة الخفیفة وقال ابوحنیفةؒ لایجب لنا ان قوله تعالیٰ فاغسلوا وجوهكم یوجب غسل الوجه والوجه اسم الجلدة الممتدة من الجبهة الی الذقن ترك العمل به عند كثافة اللحیة عملا بقوله ما جعل علیكم فی الدین من حرج وعند خفة اللحیة لم یحصل هذا الحرج فكان الآیة دالة علی وجوب غسله (المسئلة السابعة والعشرون) هل یجب امرار الماء علی ما نزل من اللحیة عن هذا الوجه وعلی الخارج منها الی الاذنین عرضا للشافعی رحمه الله قولان (احدهما) انه یجب (والثانی) انه لا یجب وهو قول مالك وابی حنیفة والمزنی حجة الشافعیؒ انا توافقنا علی ان فی اللحیة الكثیفة لا یجب ایصال الماء الی منابت الشعور وهی الجلد وانما اسقطنا هذا التكلیف لانا اقمنا ظاهر اللحیة مقام جلد الوجه فی كونه وجها واذا كان ظاهر اللحیة یسمی وجها والوجه یجب غسله بالتمام بدلیل قوله فاغسلوا وجوهكم لزم بحكم هذا الدلیل ایصال الماء الی ظاهر جمیع اللحیة (المسئلة الثامنة والعشرون) لو نبت للمرأة لحیة یجب ایصال الماء الی جلدة الوجه وان كانت تلك اللحیة كثیفة وذلك لان ظاهر الآیة یدل علی وجوب غسل الوجه والوجه عبارة عن الجلدة الممتدة من مبدأ الجبهة الی منتهی الذقن تركنا العمل به فی حق الرجال دفعا للحرج ولحیة المرأة نادرة فتبقی علی الاصل واعلم انه یجب ایصال الماء الی ماتحت الشعر الكثیف فی خمسة العنفقة والحاجبان والشاربان والعذاران واهداب العینین لان قوله فاغسلوا وجوهكم یدل علی وجوب غسل كل جلدة الوجه ترك العمل به فی اللحیة الكثیفة دفعا للحرج وهذه الشعور

خفیفۃ فلا حرج فی ایصال الماء الی الجلدۃ فوجب ان تبقی علی الاصل۔ انتھی ۔

یعنی امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہلکی ڈاڑھی کے اندر پانی پہنچانا واجب ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ کہتے ہیں۔ واجب نہیں ہماری دلیل یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا فاغسلوا وجوھکم چہرے کے دھونے کو واجب کرتا ہے۔ اور چہرہ اس جلد کا نام ہے۔ جو ماتھے سے ٹھوڑی تک ہے بھاری ڈاڑھی اس سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ نے دین میں دقت اور تنگی نہیں کی اور ہلکی ڈاڑھی کے ڈاڑھی کے دقت اور تنگی نہیں پس آیہ کریمہ فاغسلوا وجوھکم ہلکی ڈاڑھی کے دھونے کے وجوب پر دلالت کرے گی۔ اور ڈاڑھی کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے۔ اور خط ڈاڑھی سے کانوں تک عرض میں جتنا حصہ ہے ان دونوں پر پانی بہانے کی بابت امام شافعیؒ کے دو قول ہیں ایک وجوب کا ایک عدم وجوب کا اور یہی اور دوسرا قول امام مالکؒ ابوحنیفہؒ اور مزنی کا ہے امام شافعیؒ کے دوسرے قول کی دلیل یہ ہے کہ بھاری ڈاڑھی کی بابت سب کا اتفاق ہے کہ اندر سے چہرا دھونا واجب نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر ڈاڑھی کا چمڑے کے قائم مقام ہے۔ اور جب ظاہر ڈاڑھی کا چمڑے کا حکم رکھتا ہے تو ساری ڈاڑھی کا اوپر سے دھونا واجب ہوا کیونکہ سارے چہرے کا دھونا واجب ہے۔ اور اگر عورت کو ڈاڑھی نکل آئے تو اس کا اندر سے دھونا ہر صورت میں واجب ہے خواہ بھاری ڈاڑھی ہو کیونکہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ چہرے کا دھونا واجب ہے اور چہرا اس چمڑے کا نام ہے جو ماتھے سے انتہا ٹھوڑھی تک ہے مردوں کی بابت بھاری ڈاڑھی میں اس پر عمل اس لئے نہیں کہ اس میں دقت اور تنگی ہے اور عورتوں کی ڈاڑھی شاذ و نادر ہے۔ اس لئے عورتوں کی بابت یہ آیت اپنے اصل پر رہے گی۔ اور اس بات کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ پانچ جگہ بھارے بالوں کی جڑوں کو پانی پہنچانا واجب ہے۔ بچہ ڈاڑھی۔ ابرو۔ لبیں رخسارے۔ پلکیں۔ کیونکہ آیہ فاغسلوا وجوھکم سارے چہرے کے دھونے پر دلالت کرتی ہے۔ صرف بھاری ڈاڑھی میں اس پر عمل نہیں۔ اور ان پانچ جگہوں کے بال تھوڑے ہیں۔ اس لئے ان کی بابت یہ آیت اپنے اصل پر رہے گی۔

تفسیر مظہری صـ۱ میں اس آیت کے نیچے قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی لکھتے ہیں ۔

الوجہ اسم لعضو معلوم مشتق من المواجھۃ وحدہ من منابت

الشعر الى منتهى الذقن طولا وما بين الاذنين عرضا فمن ترك غسل
ما بين اللحية والاذن لم يجز وضوءه عند الائمة الثلاثة خلافا لمالك
ويجب ايصال الماء الى ما تحت الحاجبين واهداب العينين والشارب
واما ما تحت اللحية فان كانت خفيفة يرى ما تحتها يجب غسله وان كانت
كثيفة لا يرى البشرة من تحتها يسقط غسل البشرة فى الوضوء كما يسقط
مسح الرأس بالشعر النابت عليه والدليل عليه اجماع الامة وفعل الرسول
صلى الله عليه وسلم انه صلى الله عليه وسلم كان يغسل وجهه بغرفة واحدة
رواه البخارى من حديث ابن عباس وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كث اللحية ذكره القاضى عياض وقرر ذلك فى احاديث جماعة من الصحابة
باسانيد صحيحة وفى مسلم من حديث جابر كان رسول الله عليه وسلم
كثير شعر اللحية قلت ولا يمكن ايصال الماء بغرفة واحدة الى تحت
كل شعرة لمن كان كث اللحية ويجب غسل ظاهر اللحية كلها عوضا عن
البشرة عند الجمهور كما فى مسح شعر الراس وبه قال ابو حنيفة رحمه الله
فى رواية قال فى الظهيرية وعليه الفتوى وقال فى البدائع ان ما عدا هذه
الرواية مرجوح عنه وفى رواية عنه يجب مسح ربع اللحية وفى رواية مسح
ثلث اللحية وفى رواية لا يجب مسح اللحية ولا غسلها والحجة على وجوب غسل
ظاهر اللحية كلها ان غسل البشرة سقط بالاجماع وسند الاجماع اما
فعل النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يغسل وجهه بغرفة واما القياس
على سقوط مسح الراس بالشعر النابت عليه ولا شك ان مستند الاجماع
نصا كان او قياسا يدل على ان غسل ما تحت اللحية انما سقط لقيام الشعر
مقامه ووجوب غسله بدلا عنه اما القياس فلان حكم الاصل ليس الا سقوط
مسح الراس الى بدل وهو وجوب مسح الشعر فلا بد ان يكون سقوط وظيفة
الوجه اعنى الغسل ايضا الى بدل وهو وجوب غسل ما يستره من اللحية

كيلا يلزم مزية الفرع على الاصل واما الحديث فايضا يدل على انه صلى الله عليه وسلم كان يغسل وجهه بغرفة ولا شك انه كان يغسل اللحية فظهر ان الاجماع منعقد على قيام اللحية مقام الوجه وسقوط وظيفة الوجه الى بدل لا بلا بدل فثبت بذلك ان وظيفة الوجه هو غسل تمامه ثابت فى بدله وهو اللحية والله اعلم ۔ انتهى

یعنی وجہ (چہرہ) ایک مشہور عضو کا نام ہے مواجہہ سے مشتق ہے اس کی حد لمبائی میں بالوں کے اُگنے کی جگہ سے انتہاء ٹھوڑی تک ہے۔ اور چوڑائی میں دونوں کانوں کا درمیان پس جو شخص خط ڈاڑھی سے کان تک چھوڑ دے اس کا وضوء ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز نہیں صرف امام مالکؒ جواز کے قائل ہیں۔ اور ابروؤں کی جڑوں کو اور پلکوں کو اور لبوں کو پانی پہنچانا واجب ہے اور ڈاڑھی اگر ہلکی ہو کہ نیچے سے چہرہ نظر آتا ہو تو اس کا اندر سے دھونا واجب ہے۔ اور اگر ڈاڑھی بھاری ہو کہ بالوں کے اندر سے چہرہ نظر نہ آتا ہو۔ تو اندر سے دھونا وضو میں گر جائے گا۔ جیسے سر کا مسح سر کے بالوں کے ساتھ گر جاتا ہے اور دلیل اس پر اجماع امت ہے اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ ایک چلو کے ساتھ چہرہ دھوتے چنانچہ بخاری میں ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اور آپ کی ڈاڑھی بھاری تھی جیسے قاضی عیاضؒ نے جماعت صحابہؓ سے صحیح سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بال بہت تھے اور ایک چلو کے ساتھ بھاری ڈاڑھی والے کو بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا مشکل ہے ہاں اس کے عوض ظاہر ڈاڑھی کا دھونا جمہور کے نزدیک واجب ہے جیسے سر کے عوض سر کے بالوں کا مسح واجب ہے اور ایک روایت میں امام ابو حنیفہؒ اسی کے قائل ہیں ظہیریہ میں کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور بدائع میں کہا ہے کہ اس کے علاوہ باقی روایتوں سے امام ابو حنیفہؒ نے رجوع کیا ہے اور ایک روایت ابو حنیفہؒ سے ہے کہ چوتھائی حصے ڈاڑھی کا مسح واجب ہے۔ اور ایک روایت ان سے ہے کہ تہائی ڈاڑھی کا مسح واجب ہے اور ایک روایت ہے کہ نہ ڈاڑھی کا مسح واجب ہے نہ دھونا اور دلیل ظاہر کے تمام دھونے پر یہ ہے کہ اندر سے دھونا بالاجماع ساقط ہو گیا ہے اور سند اجماع فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ

آپ ایک چلو کے ساتھ چہرہ دھوتے تھے یا مستند اجماع قیاس کرتا ہے ڈاڑھی کا سر کے مسح پر کہ جیسے سر کا مسح سر کے بالوں کے ساتھ ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ڈاڑھی کا اندر سے دھونا اوپر کے دھونے سے ساقط ہو گیا۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ مستند اجماع خواہ فعل نبی ہو یا قیاس اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ بھاری ڈاڑھی کا اندر سے دھونا اس لئے ساقط ہوا ہے کہ ظاہر بالوں کا اندر کے قائم مقام ہے۔ اور ظاہر کا دھونا اندر کے دھونے کے عوض میں ہے اگر مستند اجماع قیاس ہو تو وہ اس لئے دلالت کرتا ہے کہ اصل کا حکم یہی ہے کہ اس میں سر کا مسح ویسے ساقط نہیں ہوا بلکہ عوض کے ساتھ ساقط ہوا ہے اور وہ عوض سر کے بالوں کا مسح واجب ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ فرع میں بھی چہرے کا دھونا کسی عوض کے ساتھ ساقط ہو اور وہ عوض ظاہر ڈاڑھی کا دھونا ہے اگر فرع میں بغیر عوض کے ساقط ہو جاتے تو زیادتی فرع کی اصل پر لازم آئے گی (جو قیاس کی شرائط کے خلاف ہے) اور اگر مستند اجماع حدیث ہو تو وہ اس لئے دلالت کرتی ہے۔ کہ آپ چہرے کو ایک چلو سے دھوتے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ آپ ڈاڑھی دھوتے تھے پس ظاہر ہو گیا کہ اجماع اس بات پر منعقد ہے کہ ڈاڑھی چہرے کے قائمقام ہے اور اس بات پر بھی منعقد ہے کہ چہرے کا دھونا عوض کے ساتھ ہے نہ بغیر عوض کے۔ پس ثابت ہو گیا کہ جیسے سارے چہرے کا دھونا واجب ہے اسی طرح اس کا عوض بھی سارا دھونا واجب ہے۔

ان عبارتوں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں۔

ایک یہ کہ چہرے کی حد طول میں ماتھے سے انتہا ٹھوڑی تک ہے اور عرض میں ایک کان سے دوسرے کان تک۔

دوسری یہ کہ بحکم آیہ کریمہ فاغسلوا وجوھکم بالاتفاق سارے چہرے کا دھونا واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت

تیسری بات یہ کہ جب ڈاڑھی نکل آئے تو بھاری ہونے کی صورت میں بالاجماع اندر سے دھونا واجب نہیں رہتا۔ مگر یہ مرد میں ہے عورت میں نہیں کیونکہ عورت کی ڈاڑھی نادر ہے۔ والنادر کالمعدوم یعنی نادر شے معدوم کے حکم میں ہے۔

چوتھی بات یہ کہ اس کے ساقط ہونے پر اجماع امت ہے نہ اجماع ائمہ احناف اور اس سے شرح وقایہ کی

عبارت میں بھی اجماع سے جو مراد ہے واضح ہو گئی۔

پانچویں بات یہ کہ اس اجماع کا مستند دو شئی ہیں۔ ایک حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چلو سے چہرہ دھوتے۔ ہلکی ڈاڑھی تو ایک چلو کے ساتھ اندر باہر سے تر ہو سکتی ہے بھاری مشکل ہے دوسرا مستند قیاس ہے کہ سر کا مسح بوجہ بالوں کے گر جاتا ہے اور علت اس کی دفع حرج ہے تو وہی وجہ ڈاڑھی میں بھی ہے اور اگر پگڑی پر مسح کرنے کی حدیث کو دیکھا جائے تو اور سہولت ہو جاتی ہے کیونکہ پگڑی اتار کر مسح کرنے میں کوئی زیادہ دقت نہیں لیکن پھر بھی رخصت ہے پس ڈاڑھی میں بطریق اولیٰ رخصت ہونی چاہیے کیونکہ اس کے اندر سے دھونے کا حکم ہو تو اس میں بہت دقت ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ ہلکی ڈاڑھی کی حد بالوں کے اندر سے چہرا نظر آئے۔ بھاری اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ بال چہرے کا حکم اسی وقت لیں گے جب چہرے کو ڈھانک لیں۔ اس بنا پر سوال میں جو کہا گیا ہے کہ ہلکی بھی ایک چلو کے ساتھ اندر سے تر نہیں ہوتی یہ غلطی ہے کیونکہ جب ایسی ہلکی ہو کر سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو اندر کا چہرہ نظر آئے تو بالوں کی جڑوں میں خاصہ بُعد ہوگا۔ پس اس کا ایک چلو سے تر ہونا معمولی بات ہے۔

ساتویں بات یہ ہے کہ جب ڈاڑھی کا اندر سے دھونا گر گیا تو ظاہر اس کے قائم مقام ہو گیا پس اس کے عوض ظاہر کا دھونا واجب ہوگا۔ جمہور کا مذہب یہی ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ آیہ کریمہ فاغسلوا وجوھکم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وجہ کا دھونا واجب ہے اور ڈاڑھی وجہ میں داخل ہے اندر کا دھونا دفع حرج کی وجہ سے ساقط ہو گیا۔ پس ظاہر ڈاڑھی کا اپنے اصل پر رہے گا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ مستند اجماع اگر حدیث ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چلو سے چہرہ دھوتے تھے۔ تو یہ چہرہ ماتھا ناک منہ ظاہر ڈاڑھی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ایک چلو سے ڈاڑھی کے اندر تک پانی پہنچانا مشکل ہے اور اگر مستند اجماع قیاس ہو تو یہ بھی چاہتا ہے کہ ظاہر کا دھونا واجب ہو کیونکہ سر کے مسح کے قائم مقام بالوں کا مسح ہے۔ تو ڈاڑھی کے اندر کے قائم مقام بھی کوئی شئی ہونی چاہیے تاکہ فرع کی زیادتی اصل پر لازم نہ آئے کیونکہ بغیر عوض کے گرنا عوض کے ساتھ گرنے سے زیادہ سہولت رکھتا ہے۔

آٹھویں بات یہ کہ ڈاڑھی کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے۔ اس کا دھونا بھی واجب ہے۔

دلائل | دلائل اس کے تین ہیں۔ ایک یہ کہ وجہ مواجہہ سے ماخوذ ہے پس ساری ڈاڑھی کا حکم وجہ کا ہوگا۔ دوسری دلیل یہ کہ جب ظاہر ڈاڑھی کا اندر کے قائم مقام ہے یعنی اصل میں وجہ تو چہرے کا نام ہے۔ جو ماتھے سے انتہا ٹھوڑی تک ہے اب جہاں بال اُگ آئے وہاں ظاہر بالوں کا نام ہو گیا۔ پس بحکم آیہ کریمہ فاغسلوا

وجوھکم ظاہر ساری ڈاڑھی کا دھونا واجب ہوگا۔ تیسری دلیل یہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے حکم کے مطابق چہرہ کو دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ ڈاڑھی کی اطراف سے گر جاتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ڈاڑھی بھی وجہ ہے اور دھونے کا حکم جو قرآن میں ہے اس میں وہ داخل ہے اور یہ کہنا کہ سر کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں۔ ان پر مسح ضروری نہیں تو ڈاڑھی کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں۔ ان کا دھونا کیوں ضروری ہوگا یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ یہ نص کے مقابلہ میں قیاس ہے پھر یہ قیاس صحیح بھی نہیں کیونکہ سر کے بال جو نیچے لٹکتے ہیں ان کے مسح کا حکم تو شرع نے اس لئے نہیں دیا کہ بہت دفعہ ان کا مسح سر کے مسح کے ساتھ مشکل ہے مثلاً عورت آگے سے پیچھے کو ہاتھ لے جائے تو جہاں تک اس کے بال لٹکتے ہیں نہیں لے جا سکتی ہاں بالوں کو اٹھا لے یا آگے کو کرے تو مسح کر سکتی ہے مگر سر کے مسح کی کیفیت کے خلاف ہے بلکہ شرع نے جہاں مسح کا حکم دیا ہے وہاں اس شئی کی بابت اپنے حال پر ہاتھ پھیرنے کا حکم دیا ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس شئی کو وہاں سے ہٹا کر ہاتھ پھیرو کیونکہ اس صورت میں وہ شئی اس عضو کا حکم نہیں رکھے گی مثلاً پٹی پر مسح موزے پر مسح جرابوں پر مسح ان سب کی صورت یہی ہے۔ پس سر کے مسح کے قائم مقام بھی سر کے بالوں کا مسح اسی حد تک ہوگا جہاں تک سر کے مسح کی کیفیت نہ بدلے ورنہ وہ سر کا مسح نہیں کہلائے گا۔ برخلاف ڈاڑھی کے کہ اس کا جو حصہ نیچے لٹکتا ہے اس میں دھونے کی کیفیت نہیں بدلتی۔

نویں بات یہ کہ ڈاڑھی کے سوا کسی اور جگہ بال ہوں خواہ ہلکے ہوں یا بھاری ان کے اندر پانی پہنچانا ضروری ہے۔ جیسے ابرو پلکیں لبیں وغیرہ کیونکہ یہ بال تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور اسی بناء پر عنفقہ (یعنی بچہ ڈاڑھی) کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے حالانکہ وہ ڈاڑھی میں داخل ہے۔ اور جو اسے خارج سمجھتے ہیں۔ ان کی غلطی ہے کیونکہ جو بال نیچے کے جبڑے پر ہیں ان کے ڈاڑھی میں داخل ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

دسویں بات یہ کہ جو بال گلے میں گھنڈی پر ہیں۔ وہ وجہ میں داخل نہیں مگر عرفاً چونکہ ڈاڑھی ہی کہلاتے ہیں اور مرد و عورت میں امتیاز ہیں۔ اس لئے احتیاطاً دھو لینے چاہئیں۔ تلک عشرۃ کاملۃ

اجماع خود دلیل ہے

جس مسئلہ پر اجماع اُمّت ہو اس کی بابت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کس دلیل سے ثابت ہے کیونکہ اجماع خود ایک زبردست دلیل ہے ہاں انعقاد اجماع کے لئے کوئی مستند یا داعی ہونا ضروری ہے۔ خواہ کوئی آیت و حدیث ہو یا قیاس ہو جب منعقد ہو جائے تو اب خواہ اس مستند یا داعی کا ہمیں علم ہو یا نہ ہو بہر صورت مسئلہ ماننا پڑے گا کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں

لا تجتمع امتی علی الضلالة یعنی میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوتی. چنانچہ اس کی زیادہ اور مفصل تحقیق ہمارے رسالہ اہلسنت کی تعریف کے ص۳۴۴ لغایت ص۳۴۹ / ۳۸۰ میں موجود ہے. پس سوال میں سقط غسل ما تحتہا لکھ کر جو کہا گیا ہے. کہ اس کا مسقط کون ہے یہ کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ آگے بالاجماع پڑا ہے. ہاں اگر اس نیت سے کہا گیا ہے کہ اس عبارت میں شاید اجماع سے مراد اجماع ائمہ احناف ہو کیونکہ کتب احناف میں بہت دفعہ اجماع سے مراد اجماع ائمہ احناف ہوتا ہے تو یہ کہنا ٹھیک ہے کیونکہ اجماع ائمہ احناف کوئی دلیل نہیں. فافہم

عبداللہ امرتسری از روپڑ ضلع انبالہ ۱۰ صفر ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۲ء

بسم اللہ کا پڑھنا

سوال:- وضوء کے شروع میں بسم اللہ پوری پڑھی جائے یا صرف بسم اللہ پر کفایت کی جائے؟

جواب:- وضوء کے شروع میں بسم اللہ خواہ پوری پڑھے یا صرف بسم اللہ پر کفایت کرے دونوں طرح جائز ہے. حدیث میں ہے. لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی اس شخص کا وضوء نہیں جو اللہ کا نام نہیں لیتا. اس حدیث میں صرف اسم اللہ کا ذکر ہے. مغنی ابن قدامہ میں ہے کہ اسم اللہ سے مراد بسم اللہ ہے اس کی تائید طبرانی کی حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے اذا توضئت فقل بسم اللہ والحمد للہ یعنی وضوء کرتے وقت بسم اللہ والحمد للہ پڑھو. تو بسم اللہ سے یا تو صرف بسم اللہ مراد ہے یا پوری بسم اللہ مراد ہے.

عبداللہ امرتسری روپڑی ۵ محرم ۱۳۷۹ھ

ناک اور منہ کا صاف کرنا

سوال:- ناک اور منہ کو دھونے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:- پانی کا ایک چلو لیکر آدھا منہ میں ڈالے اور آدھا ناک میں چڑھائے. یہ عمل تین مرتبہ کرے اور ایسا بھی جائز ہے کہ منہ کے لئے الگ چلو لے اور ناک کے لئے الگ ہر مرتبہ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے.

عبداللہ روپڑی ۱۵ محرم ۱۳۷۹ھ

ڈاڑھی کا خلال

سوال:- وضوء کرتے وقت ڈاڑھی کا خلال کس طرح کیا جائے۔ کیا وہ فرض ہے یا سنت؟

جواب:- ڈاڑھی کا خلال سنت ہے۔ جس کا طریق یہ ہے کہ پانی کا چلو لے کر ہاتھوں کی انگلیاں پانی سے تر کر کے ڈاڑھی کے بالوں میں داخل کر کے ملے تاکہ بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے اور اچھی طرح تر ہو جائیں۔

عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

پگڑی پر مسح

سوال:- سر کا مسح کس طرح کیا جائے۔ کیا پگڑی پر بھی مسح جائز ہے؟

جواب:- سر کا مسح کرنے کا طریق یہ ہے۔ کہ پورے سر کا مسح کیا جائے پیشانی پر دونوں ہاتھ رکھ کر گدی تک ان کو لے جایا جائے پھر گدی سے پیشانی تک واپس لایا جائے پھر دونوں ہاتھ کی انگلی جو انگوٹھے کے متصل ہے جس کو عربی میں سبابہ یا سباحتہ کہتے ہیں۔ دونوں کانوں کے سوراخ میں رکھ کر کان کے اندر پھیرے جائیں اور انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر پھیرا جائے۔

اگر صرف پیشانی پر مسح کر کے باقی پگڑی پر کر لیا جائے تو بھی کافی ہے۔ صرف پگڑی پر بھی مسح کافی ہے۔ لیکن پھر پگڑی سر پر رہے اگر اتار دی جائے تو مسح ٹوٹ جائے گا۔ اور وضوء نئے سرے سے کرنا پڑے گا۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

گردن کا مسح

سوال:- جو لوگ اُلٹے ہاتھوں سے گردن کا مسح کرتے ہیں۔ کیا یہ سُنّت ہے؟

جواب:- گردن کا مروّجہ مسح ثابت نہیں۔ وہ یہ ہے کہ سر کے مسح کے بعد دونوں ہاتھ اُلٹے کر کے گردن کے دونوں جانب پھیرتے ہیں۔

عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

وضوء میں اعضاء کا تین دفعہ سے زیادہ دھونا

سوال:- حدیث میں ہے کہ اعضاءِ وضوء کو تین بار سے زائد دھونے والا حد سے گزرنے والا زیادتی کرنے والا اب اگر کوئی امام اعضاءِ وضوء کو چار۔ چھ آٹھ دس مرتبہ دھوئے تو اس کا وضوء سنت

کے مطابق ہوگا۔ یا خلاف سنت اگر خلاف سنت ہوگا تو اس کی نماز اس وضو سے ہوگی یا نہ اگر نہ ہوئی تو مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہ؟

جواب:۔ جو امام مسجد اعضاء وضو کو تین تین بار سے زائد چار۔ چھ۔ آٹھ دس مرتبہ دھوئے اگر اس کا ایسا کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ شکی اور وسواسی ہے۔ اور محض اپنے اطمینان قلب کے لئے ایسا کرتا ہے تو اس کا وضو درست ہو جائے گا۔ اس کی اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی۔ لیکن ایسے امام کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ اعضاء وضو کو تین تین بار کامل طور سے دھو کر لیں کرے اور تین بار سے زائد ہرگز نہ دھوئے اگر اس ہدایت پر عمل کرے تو خیر ورنہ ایسے امام کو معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو امام بنانا چاہئیے جو شکی اور وسواسی نہ ہو۔ اور اگر اس امام کا ایسا کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ اعضاء وضو کو تین بار سے زائد دھونے کو جائز و درست سمجھتا ہے تو ایسا شخص بلاشبہ مخالف سُنّت ظالم وعاصی ہے۔ ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنانا چاہیئے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قَالَ جَاءَ اَعرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم یَسْئَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ هٰکَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَتَعَدّٰی وَظَلَمَ رواه النسائی وابن ماجة

یعنی ایک دیہاتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔ آپ نے وضوء کے ہر فعل کو تین مرتبہ کر کے دکھایا۔ اور فرمایا جس نے اس پر زیادتی کی وہ گنہگار اور ظالم ہے۔ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے۔

جامع الترمذی میں ہے:۔

وقال احمد واسحٰق لا یزید علی الثلاث الا رجل مبتلی قال القاری فی المرقاۃ ای بالجنون لمظنة انه بالزیادۃ یحتاط لدینه قال ابن حجر ولقد شاهدنا من الموسوسین من یغسل یده فوق المئین وهو مع ذالک یعتقد ان حدثه هو الیقین انتهیٰ

یعنی احمدؒ۔ اسحٰقؒ فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ پر زیادتی صرف مبتلا ہی کر سکتا ہے یعنی مجنوں (سر پھرا) جو احتیاطاً ایسا کرتا ہے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے وہمیوں کو دیکھا کہ وہ ہاتھ کو سو سے زائد مرتبہ دھونے کے باوجود ناپاک سمجھتے تھے۔ عبداللہ امرتسری از روپڑ ۶ رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ

اندرون چشم اور حاجب کا دھونا

سوال:۔ اندرون چشم اور حاجب کا دھونا فرض ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اندرون چشم سے مراد اگر موقین (گوشہائے چشم) ہیں۔ تو ان کے دھونے کی حدیث آتی ہے۔ ان کے علاوہ اندرون چشم کا دھونا کوئی حکم نہیں ہے۔ جتنا حصہ آنکھ کا دھل سکتا ہے۔ اس کو دھوئے قال اللہ تعالیٰ فاغسلوا وجوھکم الایۃ عرف میں وجہ ظاہری چہرہ کا نام ہے۔ چہرہ دھونے کے ساتھ آنکھیں بھی دھوئی جاتی ہیں۔

ابو محمد عبدالجبار سلفی ۱۶ رجمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مرید محدث روپڑی ۱۷ رجمادی الاول ۱۳۵۷ھ

تین ہاتھ پیدا ہونیکی صورت میں تیسرے کا دھونا

سوال:۔ جس کے ایک طرف دو ہاتھ پیدا ہو جائیں اس پر دونوں کا دھونا فرض ہے یا ایک کا؟

جواب:۔ جس کے دو ہاتھ پیدا ہو جائیں وہ دونوں ہاتھوں کو دھوئے قرآن نے غسل ایدی کا حکم دیا ہے۔ اس میں ایک دو کی کوئی قید نہیں۔

ابو محمد عبدالجبار سلفی کھنڈیلوی

مرید محدث روپڑی ۱۷ رجمادی الاول ۱۳۵۷ھ

مقطوع الیدین والرجلین کا حکم

سوال:۔ مقطوع الیدین والرجلین و مجروح الوجہ کا کیا حکم ہے بلا وضو نماز پڑھے۔ یا مسح یا تیمم کرے؟

جواب:۔ مقطوع الیدین والرجلین بلا وضو نماز پڑھے کیونکہ جب اس کے اعضاء وضو ہی نہیں۔ تو اس پر وضو کرنا بھی فرض نہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا الایۃ ایسا شخص آیت وضو کا مخاطب ہی نہیں۔ آیت قرآنی میں خطاب اسی کو ہے جس کے ہاتھ پیر ہیں۔ ہاں جس طریق سے اس کی ضروریات کھانے پینے کی پوری ہوتی ہیں۔ ویسے ہی اگر اس کو کوئی وضو کرا دے تو وضو کر کے نماز پڑھے ورنہ جس طرح ہو سکے نماز ادا کرے الدین یسر وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔

ابو محمد عبد الجبار سلفی کھنڈیلوی

مؤید محدث روپڑی ۱۶ ر جمادی الاول ۱۳۵۷ھ

وضو کے بعد کپڑے کے اوپر شرمگاہ پر چھینٹے مارنا

سوال :۔ حدیث پاک میں ہے کہ وضو کے بعد شرمگاہ پر کپڑے کے اُوپر چھینٹے مارنے چاہئیں۔ زید کہتا ہے کہ ایسا کرنا سنت ہے بکر کہتا ہے فضول ہے یہ کوئی حدیث نہیں۔ نسائی شریف میں حدیث دکھائی گئی تو بکر نے کہا کہ یہ ضعیف ہے۔ امام ترمذی اور امام نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ اس مسئلہ کو وضاحت سے بیان فرمائیں۔ حکیم محمد حسین مقام چک ۱۷ ا ے ایل منٹگمری ڈاکخانہ خاص۔

جواب :۔ حدیث اگرچہ ضعیف ہے۔ مگر محدثین کا اصول ہے۔ کہ ایسے مسائل میں ضعیف حدیث پر بھی عمل درست ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑ ضلع انبالہ ۵ ر ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ ۱۶ ر فروری ۱۹۳۹ء

وضو کے درمیان کلمہ شہادت، وضو کے شروع میں اعوذ کا حکم

سوال :۔ جب لوگ وضو کرنا شروع کرتے ہیں۔ تو اعوذ پڑھ کر بسم اللہ پڑھتے ہیں۔ اور درود پڑھا جاتا ہے۔ اس کا کیا حکم ہے نیز وضو کی حالت میں کلمہ شہادت پڑھا جائے تو کیا کلمہ شہادت دھویا جاتا ہے۔ اس صورت میں کلمہ شہادت درمیان میں پڑھنے کی بجائے بعد میں پڑھا جائے۔

مولا بخش انجنیئر

جواب :۔ کلمہ شہادت وضو کے بعد پڑھنا ثابت ہے درمیان ثابت نہیں۔ رہا یہ کہنا کہ درمیان پڑھنے سے دھویا جاتا ہے۔ اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں۔ سو جو کچھ ثابت ہے وہی کہنا چاہیے اور وہی کرنا چاہیے اس کا خلاف کرنا ٹھیک نہیں۔ نیز شروع وضو میں اعوذ کا بھی کوئی ثبوت نہیں نہ درود شریف کا ہاں بسم اللہ آتی ہے پس بسم اللہ پر کفایت کرنی چاہیے۔ عبداللہ روپڑی ۸ ر جمادی الاول ۱۳۵۸ھ ۷ ر جولائی ۱۹۳۹ء

نماز جنازہ کے وضو سے نماز ادا کرنا

سوال :۔ جو وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا ہو اس سے دوسری نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جنازہ کے وضو سے نماز درست ہے۔ کیونکہ جنازہ بھی نماز ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ظہر کے لئے وضو کرے تو اس سے عصر جائز ہے یا نفل کے لئے وضو کرے تو فرض جائز ہیں۔ اس طرح جنازہ کا وضو سمجھ لینا چاہیئے۔ بلکہ قرآن مجید پڑھنے کے لئے جو وضو کرے اس سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ تو پھر جنازہ کے وضو سے نماز کیوں نہیں پڑھ سکتا۔ قرآن مجید تو نماز نہیں۔ جنازہ نماز ہے۔ اصل یہ مسئلہ کچھ اور ہے۔ اس کو لوگوں نے کچھ اور بنالیا حدیث میں ہے جو میت کو غسل دے وہ غسل کرے جو جنازہ اٹھائے وہ وضو کرے یہ اصل مسئلہ ہے اس کو لوگوں نے یوں بنالیا۔ کہ جنازہ کے وضو سے نماز نہ پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ عموماً وضو کے بعد جنازہ اٹھانے کا اتفاق ہوجاتا ہے حالانکہ اس میں جنازہ اور نماز میں کوئی فرق نہیں جیسے جنازہ اٹھانے کے بعد نماز جنازہ کے لئے وضو کی ضرورت ہے۔ اس بارہ میں جنازہ اور نماز کا ایک ہی حکم ہے۔ پھر یہ کوئی حکم ضروری نہیں۔ بلکہ استحبابی ہے یعنی جنازہ اٹھانے کے بعد نماز جنازہ کے لئے وضو کرنا کوئی ضروری نہیں مستحب ہے اس طرح غسل میت کے بعد غسل بھی ضروری نہیں۔

عبداللہ امرتسری روپڑی ۵ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء

وضو کرتے ہوئے کلام کرنا

سوال:۔ وضو کرتے ہوئے باتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ وضو میں السلام علیکم کہہ دے تو کوئی حرج نہیں۔ اشارہ سے بھی جواب ہوسکتا ہے کسی حدیث میں ممانعت نہیں آئی ہاں فضول باتوں سے ضرور پرہیز چاہیئے۔

عبداللہ امرتسری از روپڑ ۴ صفر ۱۳۵۶ھ

سوال:۔ جو روٹی لید یا گوبر کے ذریعہ پکائی گئی ہو اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ اس طرح جو پانی لید یا گوبر کے کنڈوں سے گرم کیا گیا ہو اس سے وضو جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جو روٹی لید۔ گوبر کے ذریعہ پکائی جائے اس کا کھانا جائز ہے۔ کیونکہ ماکول اللحم جانور کا گوبر بروئے حدیث پاک ہے۔ اور اکثر لوگ بھینس گائے اونٹ وغیرہ کا گوبر استعمال کرتے ہیں۔ اور یہ ماکول اللحم جانور ہیں امام محمد کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ یہی حال اس پانی کا ہے جو لید یا گوبر کے کنڈوں سے گرم کیا گیا ہے اس پانی سے وضو جائز ہے۔

ابو محمد عبدالجبار سلفی مدرسہ مصباح القرآن کھنڈیلہ جے پور

اس فتویٰ کی تائید حضرت محدث روپڑی نے کی ہے۔

۱۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ

وضو میں پاؤں کا مسح

سوال:۔ دارقطنی، مسند احمد میں حدیث ہے۔

(۱) عن رفاعة بن رافع ان رسول الله قال للمسیٔ صلوته انها لا تتم صلوة احدکم حتی یسبغ الوضوء کما امره الله یغسل وجهه ویدیه الی المرفقین ویمسح برأسه ورجلیه الی الکعبین (دارقطنی)

(۲) عن عثمان انه دعا بماء فتوضأ ومضمض واستنشق ثم غسل وجهه ثلاثا ویدیه ثلاثا ومسح براسه وظهر قدمیه ثم ضحک (مسند احمد جلد اول)

(۳) عن عبد خیر قال رأیت علیا دعا بماء لیتوضأ فتمسح به تمسحا ومسح علی ظهر قدمیه ثم قال هذا وضوء من لم یحدث۔

(مسند احمد جلد اول ص۵۹)

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے ان پر مسح ہی فرماتے تھے۔

جواب:۔ رفاعہ رضؓ کی حدیث کے الفاظ مثل قرآن کے ہیں۔ اور قرآن کے الفاظ میں وارجلکم کا عطف وجوھکم پر ہے۔ اور حدیث رفاعہ میں کما امرہ اللہ بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

نمبر۲ کی حدیث میں جو عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے وہ مسند احمد سے ساری نقل نہیں کی اس کے اخیر میں طھر قدمیہ حرف طا مہملہ کے ساتھ ہے۔ جس کے معنی "پاؤں کو پاک کیا" کے ہیں۔ پس اس سے بھی پاؤں کا مسح ثابت نہ ہوا۔ اس کے علاوہ مسند احمد کے اسی صفحہ ۵۹ میں دوسری روایت میں پاؤں کے دھونے کی تصریح ہے۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ثم غسل قدمه الیمنی ثلاثا ثم الیسری کذالک

نمبر۳ کی حدیث میں جو حضرت علی رضؓ سے مروی ہے۔ وہ مسند احمد جلد اول ص۵۹ میں نہیں ہے۔ بلکہ ص۱۱۶ میں ہے۔ اس میں سارا وضوء مسح ہے۔ صرف پاؤں کا مسح ہی نہیں۔ اور مسح سے مراد ہلکا ہلکا وضوء ہے۔ کیونکہ منہ اور ہاتھ کا مسح تو کسی کے نزدیک جائز نہیں۔ اس کے علاوہ جب انسان باوضوء ہو تو مسح حقیقی مراد ہونے میں بھی مخالف کی دلیل نہیں بنتی۔ کیونکہ مخالف تو بے وضو ہونے کی حالت میں بھی مسح کا قائل ہے۔

حالانکہ اس حدیث میں تصریح ہے۔ هٰذَا وُضُوءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ۔

عبداللہ امرتسری روپڑ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ، ۷ جون ۱۹۴۰ء

تقطیر البول مرض میں مبتلا شخص کے وضو کا حکم

سوال:۔ ایک آدمی کو تقطیر البول کی بیماری ہے۔ اس کے کپڑے پاک نہیں رہتے۔ وضو کرنے کے بعد فوراً ایک قطرہ نکل پڑتا ہے۔ وہ نماز کے لئے کیا کرے؟ کیا دوبارہ وضو کرے اور اپنے کپڑوں کو ہر نماز میں بدلتا رہے۔ بینوا توجروا۔ عبدالرحمٰن حصاری خطیب جامع مسجد اہلحدیث کھایہ ضلع لائلپور

جواب:۔ ایسے شخص کے لئے ایک ہی دفعہ وضو کافی ہے۔ لیکن یہ وضو ایک ہی نماز کے لئے ہوگا۔ دوسری کے لئے نہیں۔ مثلاً اس نے ظہر کے لئے وضو کیا ہے تو عصر کے لئے الگ وضو کرنا پڑے گا۔ ظہر کی سنتوں وغیرہ کے لئے نئے وضو کی ضرورت نہیں۔ ظہر کا وضو ظہر کے وقت کے اندر اندر جو نماز پڑھی جائے اس کے لئے کافی ہوگا۔ چنانچہ استحاضہ والی عورت کا بھی یہی حکم ہے ملاحظہ ہو مشکوٰۃ وغیرہ

عبداللہ روپڑی جامعہ اہلحدیث قدس رام گلی ۳ لاہور

سوال:۔ پادنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر پادنے کی جگہ کو دھویا نہیں جاتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ ریح بدبودار ہے اور حدیث میں ہے کہ جس شئے سے ابن آدم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے۔ تو گویا پادنے سے انسان قصوروار ہوگیا۔ اور وضو سے قصور جھڑ جاتے ہیں حدیث میں ہے ہر گناہ اعضاء وضو سے گر جاتا ہے۔ اس لئے پاد کی جگہ دھونے کی ضرورت نہیں۔ عبداللہ امرتسری

وضو توڑنے والی اشیاء

سوال:۔ وضو کن اشیاء سے ٹوٹتا ہے؟

جواب:۔ پاخانہ پیشاب کی راہ سے کسی چیز کا نکلنا خواہ ہوا ہو یا کوئی چیز ہو وضو کو توڑ دیتا ہے۔

لیٹے ہوئے نیند آجائے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور اس حالت میں نیند آجائے تو وضو کر لینے میں احتیاط ہے۔ اس طرح اونٹ کا گوشت کھانے یا قے کرنے یا نکسیر پھوٹنے یا شہوت کے ساتھ شرمگاہ کو یا عورت کو چھونے یا جنازہ کو کندھا دینے سے بھی وضو کر لینے میں احتیاط ہے

شرمگاہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ عبداللہ روپڑی ۲۵ محرم ۱۳۷۹ھ

سوال:۔ سورج کی گرمی سے یعنی دھوپ سے جو پانی گرم ہو جاتا ہے اس سے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مشکوٰۃ باب المیاہ میں ہے۔ عن عمرؓ بن الخطاب قَالَ لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَاءِ الْمُشَمَّسِ فَاِنَّهٗ يُوْرِثُ الْبَرَصَ رواہ الدارقطنی۔ یعنی دھوپ سے گرم پانی کے ساتھ غسل نہ کرو کیونکہ وہ پھلبہری کو پیدا کرتا ہے ——— دارقطنی میں بعض اور روایتیں بھی ہیں۔ جن کا مطلب یہی ہے۔ لیکن یہ مسئلہ طبی لحاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ اور طبی حیثیت سے اتفاقیہ استعمال چنداں مضر نہیں۔ اس لئے اگر اور پانی نہ ملے تو اسکا استعمال کر لینا حرج نہیں جنگل میں جو ہڑوں کے پانی کے استعمال کی بابت مشکوٰۃ وغیرہ میں احادیث موجود ہیں حالانکہ وہ عموماً دھوپ سے گرم ہو جاتا ہے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی، ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۳۴ء

وضو کے بعد شرمگاہ کو چھونا

سوال:۔ شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ بعض کہتے ہیں شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے بعض کہتے ہیں، کہ نہیں ٹوٹتا۔ احادیث ہر دو طرف ہیں، احتیاط ہے کہ وضو کر لیا جائے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

وضو کے بعد عورت کو چھونا

سوال:۔ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ نہیں ٹوٹتا۔ ہم کسی طرف زور نہیں دیتے ہاں اگر کوئی احتیاط کرے تو وضو کرے۔ عبداللہ امرتسری روپڑی

مسواک کا بیان

مسواک کس ہاتھ سے کرنی چاہیئے؟

سوال:۔ مسواک دائیں ہاتھ سے کرنی چاہیئے یا بائیں ہاتھ سے؟ بینوا توجروا